۶ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ

جلد (۸) نمبر (۶)

دبدبۂ آصفی

اخلاقی ۔ علمی ۔ تاریخی ۔ ادبی مضامین کا ماہوار رسالہ

یادگار جشن سالگرہ مبارک اعلیٰحضرت حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر

نظام الملک آصفجاہ فتح جنگ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

حسب الحکم

وزارت پناہ فتوت دستگاہ سر مہاراجہ بہادر

یمین السلطنتہ پیشکار و مدار المہام سرکار عالی

H

محبوب پریس علاقہ پیشکاری حیدر آباد دکن سے شائع ہوا

فہرست مضامین

یہ بیش بہا مضمون جس سے رسالے کا آغاز ہے اسی حد پر ختم نہیں ہوا بلکہ فاضل مولف نے ایک ضخیم کتاب فارسی زبان کی تحقیق مین لکھی ہے اُسکا مختصر حصہ ہمنے اُنسے لیکر شائع کیا ہے ہمکو امید ہے کہ یہ کتاب بہت جلد چھپکر مقبولِ عام ہوگی۔

مہتمم



تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

فارسی زبان کی تاریخ پر ایک اجمالی نظر

فارس یا پارس ملک ایران کا ایک صوبہ ہے مگر شاہان ایران کے دو بڑے نامور اور مشہور خاندان کیانیون اور ساسانیون کے پایۂ تخت ہونے کے وجہ سے اسقدر ممتاز اور مشہور ہو گیا کہ پارس یا فارس کا اطلاق عام طور سے تمام سرزمین ایران پر ہونے لگا قدیم یونانیون یہودیون ارمنیون اور عربون نے اپنی تاریخون مین ایران کو زیادہ تر اِسی نام سے یاد کیا ہے اور اِسی صوبہ کے انتساب سے تمام ایران کی زبان فارسی کہلانے لگی

اِن دونون خاندانون کے بادشاہون یعنے کیانیون اور ساسانیون نے ملک ایران مین عرصہ دراز تک نہایت شان و شوکت سے حکومت کی ہے اُنکے بنائے ہوئے مضبوط قلعون - عالیشان محلون - بلند منارون - حیرت انگیز عبادت خانون اور عبرت خیز دخمون کو زمانہ اپنی جبلت اور عادت کے موافق ڈہائی ہزار برس سے برابر بگاڑ رہا ہے مگر ابتک انکو پورے طور سے نہین مٹا سکا - یہ سچ ہے کہ وہ قلعے اور محل سرائین جن کی تعمیر مین ایران کے مفتوحہ ممالک کے ہزارہا قیدی اور غلام کام کرتے تھے اور جو آسیریا بابل مصر یونان اور ترکستان کے قدیم مہذب قومون کی نفیس صنعتون اور بیش بہا غنیمتون سے آراستہ تھے اسوقت دام و دد کے مسکن ہین - اور وہ عبادت خانے جنکو گرم رکھنے کے لئے ہندوستان سے چندن (صندل) اور عرب سے بخور کا خراج لیا جاتا تھا - سرد پڑے ہین اور وہ بلند منارے اور سر بہ فلک کشیدہ پہاڑ جنکے سطحون کو صاف

کر کے ان اولوالعزم بادشاہون نے اپنے وسیع فتوحات عظیم انقلابات اور غیر معمولی تغیرات کے تفصیلی حالات کندہ کرائے تھے صدیون کے برف و باران اور گرد و غبار سے اٹ گئے ہین۔ مگر اس شکست اور بوسیدہ حالت مین بھی یہ عمارتین اپنے بانیون کی عظمت اور جبروت اور دنیا کی بے ثباتی اور انقلاب کا باواز بلند اعلان کر رہی ہین ایسی منظر سے متاثر ہو کر ایک زمانۂ حال کا شاعر کہتا ہے۔

گاہے بسوئے اصطخر نہ اے دل عبرت بر — در بارگہ جمشید رو آور د عبرت بر
ہر سو کہ بناہا خاک شدہ یکسان — ہر جا کہ سرا یابی ویرانہ شدہ یکسر
تختے کہ سر از رفعت بر تختۂ مینا سود — چون خردۂ مینا بین بشکستہ زپا تا سر
زان بوم نصیب زاغ آید ہمہ بر گوشت — بر جائے سرود و درود آواز دف مزمر
در ساحت ایوانش جغد است و زغن ساکن — این یک شدہ بربط زن وان آمدہ خنیاگر
یک جائے ثعالب را خدام نگر در بزم — یک جائے عناکب را حجاب بہ بین بر در
در ماتم جمشید است گریان ہمہ آن فرگاہ — نک اشک روان اوست آن آب کہ در فرغر
بر ملک فریدون لب بکشودہ ضحاک — ہر جا کہ تنگانی ہست بر کنگرۂ آن منظر
در پشتۂ آن لالہ است خون جگر دارا — بر تودۂ آن سبزہ است خاک تن اسکندر
خود خون سیاوش است آن می کہ بود در خم — از کلۂ کاؤس است آن خاک کہ شد ساغر
شہد لب شیرین است نقلے کہ نہد ساقی — آہ دل پرویز است دودے کہ دہد مجمر

اس ڈھائی ہزار برس کے عرصہ مین کرورون آدمی اور سیکڑون قومین زندگی کے میدان مین باری باری سے آئین اور ان عبرت خیز مناظر کو دیکھتی ہوئی گزر گئین۔ نہ کسی نے انکا درد دل پوچھا اور نہ کسی کے کان مین ان کی خاموش فریاد کی آواز پڑی۔ یہانتک کہ زمانہ نے اپنی عادت کے موافق پلٹا کھایا اور علم و فن کی سرپرستی اور نگہبانی کی مبارک خدمت ایشیا سے لیکر روشن خیال یورپ کے سپرد کی گئی جس کے ذی کمال ان مردہ آثار کے ساتھ مسیحائی کرنے کے لئے فوراً مستعد ہو گئے اور

۱؎ یہ ایران کا قدیم دارالسلطنت تھا اور معرب ہو کر اصطخر بھی کہلاتا ہے۔

ان کی متواتر جانکاہیون اور متفقہ کوششون کی برکت اور اعجاز سے وہ شکستہ در و دیوار اور
وہ گرد آلودہ کتبے جو صدیون سے شکستہ اور خاموشی کی حالت مین پڑے تھے دفعتاً گویا ہوگئے
اور اپنی داستانین صاف صاف الفاظ مین سنانے لگے - غرضکہ اُنیسوین صدی عیسوی
کی ترقی اور اسکے علوم و فنون کے معجزون مین ایک بہت بڑا معجزہ اِن کتبون کا حل ہو جانا ہے
جسکی وجہ سے ایران کی قدیم تاریخ کے وہ مقامات جو صدیون کے گرد و غبار سے تاریک
اور دھندلے نظر آتے تھے روشن ہو گئے یہ تاریخی یادگارین ایران کے مختلف حصون مین
پائی جاتی ہین - اور عوام مین تخت جمشید مسجد سلیمان نقش داراب نقش رجب نقش رستم
مجلس شاپور مجلس چہلستون وغیرہ کے بے معنی اور غلط نامون سے مشہور ہین - یورپ
کے جن ذی کمالون نے اِن کتبون کے حل کرنے مین مدد دی ہے اور جو محنتین اور مشقتین
اُٹھائین اگر اسکے تفصیلی حالات لکھے جائین تو وہ بجاے خود ایک کتاب ہو جائے اسلئے
اِس سے قطع نظر کر کے صرف اتنا بیان کر دینا کافی ہے کہ ایران کی قدیم زبان اور تاریخ کی
تحقیقات مین - ای - ڈی بیرون (فرنچ) گراٹیفنڈ (جرمن) دی ساسی (فرنچ) برنوف
(روسی) میجر رالنس انگریز اڈ ریٹ - ڈارمسٹیٹر (فرنچ) گلیڈر - اور اسپنگل (روسی) کے
نام سونے کے حرفون سے لکھے جانے کے قابل ہین - اہنین کی کوششون کی بدولت
اس وقت ہم یقین کے ساتھہ یہ بتا سکتے ہین کہ کیانیون اور ساسانیون کے عہد مین ایران کی
کیا زبان تھی اور خسرو اور دارا اپنے درباریون سے کس زبان مین بات چیت کرتے
تھے - اگرچہ ہمکو یہ معلوم ہو گیا کہ اسوقت سے ۲۴۰۰ برس پہلے ایران کی کیا زبان تھی لیکن
اِس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم ان تغیرات کا بھی مسلسل پتا چلا سکتے ہین جو ابتدا سے
اسوقت تک فارسی زبان مین ہوتے رہے ہین - کیونکہ اس تسلسل مین دو بڑے وقفے نظر آتے
ہین - یا یون کہئے کہ اس زنجیری سلسلہ مین دو جگہہ سے کڑیان غایب ہین اور یہ دو وقفے زمانہ
کے لحاظ سے اِن دو بیرونی حملون سے مطابق ہین - جو سرزمین ایران پر مختلف اوقات مین
ہوے اور جنہون نے اس عظیم الشان سلطنت کو درہم برہم کر کے ایرانیون کی زبردست اور
فاتح قوم کو مفتوح اور غلام بنا دیا - اس مین سے پہلا وقفہ وہ ہے جو سکندر اعظم یونانی کے حملہ

اور دارا کی شکست سے شروع ہو کر ساسانیون کے اُن فتوحات پر ختم ہوتا ہے جو اُنہون نے اشکانیون (ملوک الطوایف) کے مقابلہ مین حاصل کر کے ایران کی قدیم عظمت اور شوکت کو دوبارہ قائم کیا۔ اور جس مین تقریباً ساڑھے پانچسو برس لگے۔ دوسرا وقفہ اہل عرب کی فتح سے شمار ہونا چاہیئے جس نے ایران کے اخیر خاندان ساسانیون اور اس کے ساتھ مذہب زردشت کا خاتمہ کر دیا۔ اگرچہ عرب کے تسلط کی مدت یونانیون کے تسلط کی مدت سے بہت کم تہی۔ مگر یہ تسلط یونانیون کے تسلط سے بہت زیادہ قوی اور با اثر تہا۔ یونانی فاتحین کا اثر ایرانیون پر بہت کم پڑا اور جو کچہ پڑا وہ صرف ظاہری اور سطحی تہا۔ لیکن عربون کا اثر ایران کے ہر طبقہ مین مقناطیسی قوت کی طرح سرایت کر گیا اور ان کے عادات و اطوار۔ تمدن زبان۔ خیال اور مذہب مین ایک عظیم اور غیر معمولی تغیر پیدا کر دیا۔ فتح عرب کی تاریخ قادسیہ کی لڑائی (۶۳۵-۳۷ء) سے شروع ہو کر یزدگرد سوم کی قوت پر جو (۶۵۱-۲ء) مین واقع ہوئی مکمل ہو جاتی ہے۔ اِس وقفہ کی انتہا کا تعین کرنا پہلے وقفہ کی طرح آسان نہین ہے مگر شمار کی غرض سے یہی سمجھنا چاہیئے کہ اِسکا خاتمہ بھی دار السلام بغداد کی تباہی اور خلفاے بنی عباس کے خاندان کے ساتھ ہو گیا۔ اگرچہ اس سے بہت پہلے عربون کی قوت اِنکی ایرانی اور ترکی صوبہ دارون کی طرف منتقل ہو چکی تھی اور خلفاے بنی عباس کے ہاتھ مین براے نام مذہبی پیشوائی اور بغداد کے گرد و نواح کی مختصر حکومت کے سوا اور کچھ باقی نہ تہا۔ اِنہین صوبہ دارون کے عہدِ حکومت مین جو براے نام صوبہ دار مگر فی الحقیقت آزاد اور خود مختار حکمران تھے ایران کی مردہ زبان مین دوبارہ حس و حرکت پیدا ہوئی اور وہ مقامی حکمران خاندانون کے سایۂ عاطفت مین نشو و نما پانے لگی ان مین پہلے طاہریہ (۸۲۰ء) کا شمار ہوتا ہے لیکن یہ صحیح نہین ہے حقیقی طور سے اِس نشو و نما کا آغاز صفاریون (۸۶۷ء) ساسانیون (۸۷۴ء) اور آل بویہ (۹۳۲ء) سے ہوتا ہے اور اسکی تکمیل غزنویہ اور سلجوقیہ کے عہد مین ہو جاتی ہے اِس سے ظاہر ہے کہ بجز اُن دو وقفون کے جنکا ذکر اوپر ہو چکا فارسی زبان کی تاریخ تین صاف اور صریح دورون مین منقسم ہو سکتی ہے۔

پہلا دورہ کیانی (۵۵۰-۳۳۰ قبل ولادت حضرت عیسیٰ) جسکا پتا صرف ان اعلانون

حکمون-اور کارنامون سے چلتا ہے-جو ایران کی قدیم عمارتون اور پہاڑون پر ایک
مخصوص خط مین کندہ ہین جو میخ سے مشابہ ہونے کی وجہ سے خط میخی کہلاتا ہے-ایسے
متعدد کتبے ہین مگر سبکا خط اور طرز تحریر یکسان ہے جس زبان نے اپنی یادگار دنیا مین
اِن کتبون کے سوا کچھ نہین چھوڑی وہ فرس قدیم یا قدیم فارسی کے نام سے
موسوم ہے-

دوسرا دور ساسانی (۶۵۲-۲۲۶ عیسوی)

اِس عہد کی یادگار چند کتابین اور وہ عبارتین ہین جو اس زمانے کے کتبون تمغون
مُہرون اور زیورون پر کندہ پائی جاتی ہین اِس زمانے کی کتابین زیادہ تر مذہب زرتشت
کے متعلق ہین-یہ کتابین اور عبارتین ایک دوسری وضع وقطع کے خط مین لکھی ہوئی ہین-
جُوزوارش" کے نام سے موسوم ہے اگر یہ کتابین اور عبارتین اِس زمانہ کے خط مین لکھی
جائین تو صرف یہ معلوم ہوگا کہ موجودہ زبان کی ابتدائی اور قدیم شکل ہے جو عربی کے الفاظ
اور ترکیبون سے بالکل مبرا ہے-یہ زبان فارسی وسطے یا پہلوی کہلاتی ہے-اگر بنظر تحقیق
دیکھا جائے تو پہلوی کا لفظ زبان سے زیادہ خط کی نسبت صادق آتا ہے لیکن عام خیالات
کے اتباع مین ساسانیون کے عہد کی دفتری اور سرکاری زبان کو پہلوی ہی کے نام
سے موسوم کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے یہ خط فتح عرب کی ایک صدی بعد تک مستعمل ہوتا رہا
حکماے یورپ نے ابتداے خلفاے اسلام اور اسپہبدان طبرستان کے بعض ایسے
سکّے بہم پہونچاے ہین جنکی کتبے اسی خط مین لکھے ہوئے ہین علاوہ اسکے ایران کے
زردشتون نے عہد اسلام مین بھی اِسی خط اور زبان مین عرصہ تک تالیف اور تصنیف
کا سلسلہ جاری رکھا سب سے اخیر تصنیف نوین صدی عیسوی کی معلوم ہوتی ہے اگرچہ
پہلوی زبان کے حقیقی استعمال کو موقوف ہوئے تقریباً ایک ہزار برس سے کم نہوے ہونگے

تیسرا دور اسلامی (من ابتداے ۹۰۰ع تا زمانۂ حال)

موجودہ زبان فارسی سے وہ زبان مراد ہے جو فتح اسلام اور ایران کے بڑے
حصے کے مسلمان ہوجانے کے بعد رائج ہوئی-ساسانیون کے اخیر زمانہ کی پہلوی اور

زمانۂ حال کی ابتدائی فارسی مین جیساکہ پہلے بیان ہوا عربی الفاظ اور ترکیبون کے سوا صرف خط کا فرق ہے یہ امر بخوبی ذہن نشین رکھنا چاہیے کیونکہ اس سے بہت سی ایسی مشکلین جو فارسی زبان کی تاریخ پر غور کرنے والون کو پیش آتے ہین بآسانی حل ہو سکتے ہین مثلاً یہ کہ عربی کی ابتدائی اور قدیم تاریخون مثل طبری وغیرہ مین فتح ایران کے بیان مین بعض جگہہ ایرانیون کے مقولے بجنسہ نقل کئے گئے ہین یہ مقولے بالکل زبان حال کے معلوم ہوتے ہین اسلئے جو لوگ یہ سمجھے تھے کہ ساسانیون کے عہد مین ایران کی زبان پہلوی تھی اور وہ موجودہ فارسی سے بالکل جدا تھی اُن کو سخت مشکل پیش آتی تھی اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ اِن مورخون نے قدیم الفاظ اور فقرات کا ترجمہ اپنے زمانہ کی فارسی مین کر دیا ہے یا آنکہ یہ واقعہ ہی غلط ہے۔

مسلمان ایران مین اپنے ساتھ ایک ایسا خط لائے جو خط زوارش یا خط پہلوی سے لکھنے اور پڑھنے مین زیادہ آسان اور با اصول تھا مگر قدامت پسندی نے جو ایشیائی اقوام کی ایک خصوصیت ہے اور زیادہ تر مذہبی خیال نے ایران کے زردشتیون کو زمانۂ دراز تک اسکو اختیار کرنے سے باز رکھا۔ زردشتیون ہی پر منحصر نہین ہے بلکہ ایشیا کے اکثر اقوام مین اسکے متعلق عجیب تماشا نظر آتا ہے یورپ کے کتب خانون مین اسپین کے مسلمانون کی مصنفہ بعض کتابین موجود ہین جو زبان ہسپانیہ مین ہین مگر بخط عربی لکھی ہوئی ہین۔ پروفیسر براؤن کا بیان ہے کہ اسپین کے پہاڑی لوگون مین ابتک ایک خاص قسم کا خط رائج ہے جو بظاہر عربی خط کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور یہ لوگ اپنے ملک کی زبان کو اسی خط مین لکھتے ہین۔ ایران کے فارسی بولنے والے یہودی اور روم کے ترکی بولنے والے۔ ارمنیون اور یونانیون کا بھی یہی حال ہے یہ لوگ فارسی اور ترکی کو عبرانی، ارمنی اور یونانی خطوط مین لکھتے ہین۔ اگرچہ یہ لوگ اپنی قدیم زبانین بالکل بھول گئے ہین مگر اسکی ظاہری شکل یعنے خط کو نہایت استقلال سے پکڑے ہوئے ہین۔ دور کیون جائیے۔ ہمارے ہندوستان مین اُردو اور ہندی کے متعلق جو بحثین اور معرکے ہو رہے ہین وہ بھی ہمارے نزدیک اسی خیال کا ایک کرشمہ ہے۔

ایران کی زبان کے یہ تین دور جو قائم کیے گئے ہین وہ فرضی خیالی یا محض وجدانی

نہین ہین بلکہ حقیقی اور یقینی ہین اس مین سے ہر ایک دور کا کچھ نہ کچھ لٹریچر اسوقت موجود ہے اور اِسی تقسیم کی تائید مین پیش کیا جاسکتا ہے لیکن قبل اسکے کہ ہم اس مشکل کام کو شروع کرین اِن غلط خیالات کو رفع کر دینا نہایت ضرور ہے جو عام و خاص مین۔ اوستا۔ ژند اور پاژند کی نسبت پھیلے ہوئے ہین عوام تو ژند و پاژند کو ایران کی قدیم زبانین سمجھتے ہین مگر جو لوگ زیادہ واقف ہین اور جنکا شمار خواص مین ہوتا ہے اگر ان سے پوچھا جاے تو وہ بھی یہی بتائینگے کہ اوستا ژند و پاژند زردشتیون کی آسمانی کتابون کے نام ہین فارسی زبان کے مروجہ لغات مین سے جو لغت اُٹھاکر دیکھئے اس مین اوستا اور ژند کی بحث مین تقریباً اِس قسم کی شرح ملے گی۔

"نام کتابی است کہ ابراہیم زردشت دعوی کرد کہ از آسمان براے من نازل شدہ بعضے گویند"

"صحف ابراہیم است بعضے گویند ژند و پاژند دو قسم از صحف ابراہیم است (برہان قاطع)"

حالانکہ ژند و پاژند نہ ایران کی کسی زبان کا نام ہے اور نہ زردشتیون کو ان کے آسمانی ہونے کا دعوی ہے۔ حضرت ابراہیم کو زردشت قرار دینا ایک دوسری غلطی ہے جس سے آئندہ بحث کی جائیگی اس موقع پر صرف اسقدر بیان کر دینا کافی ہے کہ اَستا (اور زیادہ صحیح اوستہا ہے) زردشتیون کی مذہبی اور آسمانی کتاب کا نام ہے۔ یہ ایک خاص زبان مین ہے چونکہ اِس زبان کے لئے کوئی مخصوص نام نہ تھا اسلئے لوگ غلط فہمی سے اسکو ژند یا پاژند کہنے لگے حقیقت مین ژند۔ اوستا کی اُن تفسیرون کو کہتے ہین جو پہلوی مین لکھی گئی تھین۔ جیسے جیسے پہلوی زبان کا استعمال کم ہوتا گیا وہ تفسیرین بعید الفہم ہوتی گئین اور خود اُنکی شرحون کی ضرورت واقع ہونے لگی جو شرحین ان پہلوی تفسیرون کی اُس زمانہ کی مروجہ زبان مین کی گئین وہ پاژند کہلاتی ہین۔

اوستا کی زبان کے متعلق یورپ کے محققین اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ پارسی بہت کچھ لکھ چکے ہین اور ان مباحث کا سلسلہ ابتک جاری ہے لیکن ابھی تک یقین کے ساتھ یہ نہین کہا جاسکتا کہ یہ کس ملک کی زبان ہے بعض اسکو میڈیا کی زبان بتاتے ہین

جہان کے باشندے کیانیون سے پہلے ایرانؔ پر حکمران تھے اگرچہ خود ایران کے مورخ میدیا کے نام سے بھی واقف نہین ہین اور ایران کے فوجی اور تاریخی افسانہ یعنے شاہنامہ مین کیانیون سے پہلے صرف پیشدادی تسلیم کئے گئے ہین مگر ابو المورخین ہیرودوتس یونانی کی شہادت جو جدید تحقیقات کی تیز روشنی مین بجاے ماند پڑنے کے اور زیادہ چمکتی جاتی ہے اور داراے اول کیانی کے وہ سنگین کتبے جن سے میدیا کی فتح خاص طور سے مایہ فخر ایران معلوم ہوتی ہے۔ اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہین کہ میدی جنکا دار السلطنت اگبٹانہ (حال ہمدان) تھا ایک زمانہ مین ایران کے بڑے حصے پر حکمران تھے اور اوستا انہین کی زبان مین لکھی گئی ہے برخلاف اسکے بعض لوگ اسکو بلخ (جو ترکستان مین واقع ہے) کی زبان بتاتے ہین جہان زردشت نے اپنے دین کی تبلیغ شروع کی اور جہان اسکو شاہ گشتاسپ کے قبول مذہب سے پہلے کامیابی حاصل ہوئی اس صورت مین وہ ایران کی زبان تو کیا شاید آریا زبان کے شجرے مین بھی نہ داخل ہو سکے ان تمام دقتون پر طرہ یہ ہے کہ خود اوستا ایک زبان مین نہین ہے۔ اسکے پہلے یا قدیم حصے کی زبان جو گاتھا یا گیتھا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اوستا کے بقیہ حصے کی زبان سے مختلف ہے اسلئے یورپ کے بعض اہل الراے نے اس فخر اور عزت کو جسکے بلخ اور میدیا دونون دعویدار تھے مساوی تقسیم کرکے اس جھگڑے کا تصفیہ کر دینے کے لئے یہ قیاس قائم کیا ہے کہ اوستا کا پہلا حصہ بلخی زبان مین ہے اور بقیہ میدیہ کی زبان مین۔ غرضکہ اوستا کی زبان مین خواہ وہ کسی ملک کی ہو بجز اوستا کے اور کوئی کتاب یا عبارت موجود نہین ہے اور اسلئے اسکا کوئی دور قائم نہین کیا جا سکتا مگر چونکہ اوستا آسمانی کتاب سمجھے جانے کی حیثیت سے صدیون ایران کی تالیف اور تصنیف کا مرکز رہی ہے اسلئے ایران کے لٹریچر سے بحث کرتے وقت وہ کسی طرح نظر انداز نہین کیجا سکتی۔

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے ہمکو موجودہ زبان فارسی کے ان مختلف شعبون کی نسبت چند الفاظ کہنے ضرور ہین جو ایران کے مختلف حصون مین تھوڑے بہت تغیر کے ساتھ بولی جاتی ہین۔ ان کی قدیم تقسیم تو دری۔ سگزی۔ سغدی وغیرہ وغیرہ مین ہے لیکن ہم

اِن مین سے اہم شعبون کو جغرافیہ کے لحاظ سے بیان کرنا زیادہ مفید سمجھتے ہین۔ اِس تقسیم کے لحاظ سے ایران کے شمالی حصے مین مازندرانی۔ گیلانی۔ شمالی اور شرقی حصے مین سمنانی وسط مین کاشانی۔ قہرودی۔ اور گبری۔ جنوبی حصے مین سوندی مغرب مین لری۔ بہبانی۔ کردی خاص طور سے قابل ذکر ہین کیونکہ فارسی کے بعض مستند شعرا نے ان زبانون مین شعر کہے ہین جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔ اگرچہ ابتک یہ سب موجودہ زبان فارسی کے شعبے سمجھے جاتے ہین لیکن اگر عالمانہ اور محققانہ طریقے سے ان کی نوعیت اور ترکیب پر غور کیا جاے تو کچھ تعجب نہین کہ یہ ایران کی قدیم زبانون کی زندہ یادگارین ثابت ہوکر ایران کے علم اللسان مین تغیر عظیم پیدا کردین اور تاریخ اور علم الالف ب کے بہت سے ایسے مسائل جو ابتک مالاینحل سمجھے جاتے ہین آسانی کے ساتھ حل ہوجائین بہرحال جبتک ایسا نہو یہ سب شعبے زبان حال کے تحت مین شمار ہونے کے قابل ہین اور انکا بھی کوئی علیحدہ دور قائم نہین کیا جاسکتا۔

اِس سے ظاہر ہے کہ لٹریچر کے لحاظ سے بجاے تین دورون کے چار مستقل دورے ہوگئے۔ یعنے کیانی۔ اوستائی۔ ساسانی۔ اسلامی۔ اب ہم ان مین سے ہر ایک کے لٹریچر کے متعلق مختصراً بحث کرینگے اگرچہ ہمارا اصلی مقصد اسلامی دور سے ہے جس کا لٹریچر زندہ لٹریچر کہا جاسکتا ہے۔

مسعود علی۔ بی۔ اے

ارم

دیار جذام مین ایلہ اور بنی اسرائیل کی گھاٹون کے درمیان ایک بہت بڑا پہاڑ ہے جسکا نام ارم ہے اہالیانِ بادیہ کا خیال ہے کہ اسپر بے انتہا صنوبر اور انگور کے درخت ہین۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی جعال جذامی کو ایک رقعہ مین لکھا تھا کہ تمہارے لیے

ارم کا پہاڑ ایک محافظ ہے کہ کوئی غالب نہین آسکتا نہ کوئی گھیر سکتا ہے نہ لے سکتا ہی کیونکہ کسیکو کوئی حق نہین ہے اور تم اسکے جائز مالک ہو۔

ارم کلبیہ. بصرہ اور حجاز کے درمیان قریہ نباج کے نزدیک ایک موضع کا نام ارم کلبیہ ہے۔ کلبیہ ایک عورت کا نام ہے جو وہین مرنے کے بعد دفن کی گئی اور یہ مقام اسی کی جانب منسوب ہوگیا۔ ارم کلبیہ کا یوم جنگ مشہور ہے۔ بڑی خوفناک لڑائی ہوئی تھی اور بجیر بن عبداللہ بن سلمہ انہین قتل ہوا تھا

ارم ذات العماد یہ قوم عاد کا ارم ہے۔ اس مین بہت کچھ مختلف روایتین ذکر کی گئی ہین۔ ایک قوم کی راے ہے کہ وہ ایک عاد کے ایک قبیلہ کا نام تھا مشہور مورخ ابن خلدون لکھتا ہے۔ کوئی شہر ایسا نہین ہے جسکا نام ارم ہو صرف ضعیف الراے مفسرین اسے نقل در نقل کرتے چلے آتے ہین خدا کے قول مین ارم ذات العماد سے مراد ایک قبیلہ ہے نہ کہ شہر ایک بڑے گروہ کا یہی خیال ہے کہ ارم ایک شہر کا نام ہے جسکی نسبت کہا گیا ہے کہ کہ وہ اٹھ گیا اور اب کچھ نام و نشان نہین پایا جاتا بعض کا خیال ہے کہ ارم سے مراد اسکندریہ ہے اور بعضون کے نزدیک دمشق شبیب بن النعمان بن بشیر کے اس شعر مین۔

شعر	ترجمہ
ولا التی علقتنی من علائقہا	اگر اس قسم کے تعلقات نہ ہوتے جس سے تو نے مجھے
لم تمس لی ارم دارا ولا وطنا	وابستہ کر لیا ہی تو ارم مین مکان اور وطن نہ بناتا

کہا گیا ہے کہ دمشق کی طرف اشارہ ہے اسی طرح بحتری کے اس شعر مین بھی ارم سے دمشق مراد ہے۔

الی ارم ذات العماد وانہا	ارم ذات العماد تک (پہونچتا ہے) کیونکہ
لموضع قصدی موجفا ولتعمدی	وہی میرے قصد اور ارادہ کا مقام ہے

زمخشری نے بیان کیا ہے کہ ارم ایک شہر کا نام تھا اور اسکندریہ اسکے ایک حصہ کا نام ہے اور بعض لوگون کا قول ہے کہ یہ مقام یمن مین حضرموت اور صنعا کے درمیان ہے جسے شداد بن عاد نے بنایا تھا۔

روایت کی گئی ہے کہ شداد بن عاد نہایت ظالم بادشاہ تھا جب اُس نے آسمانی جنت کا ذکر سُنا اور اسکے ساز وسامان عیش کا حال معلوم ہوا تو اُس نے از راہ کبر یہ عزم کر لیا کہ زمین پر مین ایک ایسی جگہہ بناؤن گا جو ارضی جنت کہلائے۔ اس کام کے لیئے اس نے اپنے اعوان مین سے سو آدمیون کو منتخب کیا اور ہر ایک کے تحت مین ہزار ہزار آدمی دئے اور بہت ساز و مال دیکر ہدایت کی کہ یمن مین کوئی ایسا مقام تلاش کرو جہان یہ جنت بنائی جائے اور زمین سر سبز و شاداب ہو۔ اور اِس بے نظیر عمارت کا خاکہ کھینچکر دکھایا کہ اس طرح سے کام شروع کیا جائے۔ غانم بن علوان ضحاک بن علوان۔ ولید ابن اتیان کو حکم دیا جو اس کے خاص درباری لوگ تھے کہ وہ اپنے تمام ماتحت حاکمون کو لکھین جو مختلف مقامات مین مقرر ہین کہ وہ اپنے یہان جو کچھ پا سکین۔ سونا۔ چاندی۔ موتی۔ یاقوت مشک۔ عنبر۔ زعفران وغیرہ فوراً روانہ کر دین۔ پھر اِس نے دریافت کی ہوئی کانون سے جو کچھ مل سکا نکالا۔ اسکے بعد غوطہ خورون کو حکم دیا کہ سمندر کے اندر سے جو کچھ از قسم جواہر دستیاب ہو سکے وہ نکالین کہا گیا ہے کہ سمندر سے اس قدر جواہر نکلے کہ اُن کے ڈھیر سے ایک خاصی پہاڑی بنگئی۔ کان کنون نے یاقوت۔ زبرجد وغیرہ کہود کر بہم پہونچایا اور سونے سے اینٹین تیار کی گئین جس سے شہر کی عمارتین بنائی گئین جواہر کی دیوار اُٹھائی گئی۔ زبرجد۔ یاقوت کے ستون بنائے گئے شہر کے نشیب مین ۴ فرسنگ تک ایک وادی تیار کیا جس سے سڑکون اور گلیون مین صاف پانی کی نہرین جاری ہوئین۔ نہرون کے سواحل پر جواہر کے درخت لگائے گئے اور جواہر کے پھل اُنمین تھے۔ یہ شہر ۱۲ فرسنگ کے طول و عرض مین آباد تہا جو نہایت مضبوط دیوار پناہ سے محدود تہا تیس ہزار عالیشان مرصع محلات تھے۔ شہر کے وسط مین ایک نہر کے کنارے خاص اپنے لئے شداد نے ایک نہایت بلند و عالیشان عمارت بنانے کا حکم دیا جو اور محلون سے اونچی تھی۔ تمام مکانات کی بلندی ۳۰۰ گز کی تھی اور اسیقدر بلند دیوار پناہ بھی تھی۔ شہر کے باہر سونے اور چاندی کی اینٹون سے وسیع چبوترہ بنایا گیا جسپر فوج کا کیمپ تہا۔ کہا گیا ہے کہ ۵۰۰ برس مین یہ بے نظیر شہر (ارضی جنت) بنکر تیار ہوا۔

خداوند کریم نے اتمام حجت کے لئے ہود علیہ السلام کو مبعوث کیا جو اسی قوم کے اشراف سے تھے

اُنہون نے شداد کو ہدایت کی اور خدائے عزوجل کی عبادت کی طرف مائل کرنا چاہا مگر وہ کفر و سرکشی مین روز بروز بڑہتا گیا۔ یہ اُسوقت کا ذکر ہے جبکہ شداد اپنی سلطنت کے ۷۰۰ برس پورے کر چکا تہا حضرت ہود علیہ السلام نے اسے عذاب سے ڈرایا مگر اُسپر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ آخر کار جب ارضی جنت بنکر تیار ہوئی اور شداد کو تیاری کی خوشخبری دی گئی تو وہ اسکے معاینہ کے لئے تین لاکھ فوج کو ساتھ لیکر روانہ ہوا۔ اور اپنا خلیفہ حضرموت مین اپنے بیٹے مرثد کو بنایا جو حضرت ہود علیہ السلام کی ہدایت سے ایمان لایا تہا جب ایک منزل ارضی جنت رہگئی تو خدا کے حکم سے شداد مع اپنے لشکر کے تباہ کردیا گیا۔ شہر کے تمام لوگ مع معمار اور انجنیرون کے ہلاک کردے گئے۔ اور یہ شہر زمین کے اندر دہنس گیا۔ اسکے بعد اس شہر کا کسی کو کچھ پتا نہ ملا نہ کوئی وہان گیا مگر امیر معاویہ کے دور حکومت مین عبداللہ بن قلابہ کا گذر وہان تک ہوا تہا جس نے بیان کیا ہے کہ مین ایک اونٹ کی تلاش مین جو گم ہو گیا تہا صنعاء سے روانہ ہوا اور اتفاق سے ایک ایسے مقام تک پہونچا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے عبداللہ وہان کی کئی اینٹین سونے کی اور مشک و کافور کی بنی ہوئی بندوقین امیر معاویہؓ کے پاس لایا جسکو امتداد زمانہ نے بوسیدہ اور زرد کر دیا تہا۔ معاویہؓ نے انہین کعب الاحبار کے پاس بھیجا۔ اُنہون نے کہا بیشک یہ وہی مقام ہے جسکا خدا نے ذکر کیا ہے اور جسے شداد بن عاد نے بنوایا تہا۔ بعض لوگون نے کہا ہے کہ شداد عاد کا بیٹا نہ تہا بلکہ اسکا نسب اس طرح ہے شداد بن عملیق بن عوبج بن عامر معاویہؓ نے یہ سنکر عبداللہ سے کہا کہ تو نے بہت اچہا کام کیا لیکن اس شہر کی طرف پہونچنے کا کوئی وسیلہ نہین ہے۔ عبداللہ کو بہت کچہ انعام دینا چاہا مگر اُسنے نہ لیا۔

کہا گیا ہے کہ کچہ لوگ شداد کی قبر پر پہونچے جو حضرموت مین ہے۔ وہین کے پہاڑ مین ایک زمین دوز مکان کا پتا لگا جس کے وسط مین سونے کے دو تخت رکھے ہوئے تھے ایک تخت پر ایک عظیم الجثہ شخص تہا اسکے ہاتہ مین ایک لوح تھی جسپر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے

شعر	ترجمہ
اعتبر یا ایہا المغرور	اے عمر مدید پر پہولے ہوئے شخص
بالعمر المدید	عبرت حاصل کر

انا شداد بن عاد
صاحب الحصن المشید
واخو القوة والباس
الملک الحشید
وان اہل الارض طرا
لی من خوف وعید
فاتی ہود وکنا
فی ضلال قبل ہود
فدعانا لو اجبناہ
الی الامر الرشید
فعصیناہ ونادینا
الا ہل من محید
فاتتنا صیحۃ تہوی
من الافق البعید

مین شداد بن عاد ہون جسکے قبضہ مین
مضبوط قلعہ تھے۔
اور بڑی قوت وسختی اور وسیع ملک
والا تھا۔
تمام اہالیان ارض میرے وعید کے خوف سے
مطیع ہو گئے۔
ہود علیہ السلام کا اسی اثنا مین آنا
ہوا اور اس سے پہلے ہم ضلالت مین تھے
اُنھون نے ہدایت کی طرف ہمین بلایا
کاش ہم اس اچھی بات کو مان لیتے
ہمنے اُنکی نافرمانی کی اور کسی سرکشی
کی جگہہ کو تلاش کیا۔
افق بعید سے دفعۃً ایک چیخ
نکلی اور ہم تک پہونچی۔

ارم بن سام عربی تواریخ مین ارم بن سام کا ذکر یون ہے کہ اُسکا بیٹا جاثر اور پوتے ثمود اور جدیس تھے۔ ارم کا ایک اور بیٹا تھا عوص نام اور عوص کے بیٹے کا نام عاد تھا۔ حضرموت کے ریگستانون مین مقیم ہوا اور بنی ثمود نے حجاز و شام کے مابین سکونت اختیار کی۔

ارم بن عاد ابن خلدون نے اسکا ذکر کیا ہے کہ ارم بن عاد اپنے دونون بھائیون شدید و شداد کے بعد حکمران ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ارم ذات العماد کی بنیاد ڈالی تھی اور اسی کے نام سے یہ شہر منسوب ہوا۔

ہشتم

سے پہر الگ الگ کر دیے گئے اور آسمان کو زمین سے معبود (بلوس) نے اونچا کر دیا۔ لیکن جب معبود بلوس نے زمین کو ویران دیکھا اور مادۂ تولید اِس مین زیادہ پایا تو کسی دوسرے معبود کو حکم دیا کہ اسکا سر تن سے جدا کر دے جس قدر خون نکلے اسکو مٹی مین ملا دے۔ اور اس مرکب مٹی سے انسان اور دوسرے حیوانات بنا دے جو روشنی برداشت کر سکین اِس طرح سے یہ عاقل اور زیرک انسان پیدا ہوا جبکہ اسمین معبود کی حکمت حلول کر گئی۔ اِسی طرح سے آسمان پر آفتاب و ماہتاب و ستارے قائم کئے گئے۔

ہندوستان کے رہنے والے جو دیوتا برہم کے پوجاری تھے اور دوسری مشرق اقصی کی قومین اعتقاد رکھتی تھین کہ برہم سب دیوتاؤن کا سردار ہے وہ مدت تک سوتا ہے چند لمحون کے لئے جاگتا ہے پہر سو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ جب وہ جاگا تو اس کے بدن سے تینتیس ہزار تین سو دیوتا پیدا ہو گئے اور زمین آفتاب۔ ماہتاب اور تارون کے چھوٹے چھوٹے ذرے نکل آئے مگر یہ ذرے بے ترتیب اور پراگندہ تھے، جسکے لئے دیوتا برہم نے ایک بہت بڑا انڈا بنایا جسمین انکو رکھدیا اور خود اسمین سما گیا۔

(۴۳۰۰۰۰۰) برس کے بعد وہ اس انڈے سے باہر نکلا اس ہیئت سے کہ اسکے سو تو سر تھے اور اُتنے ہی ہاتھ اور آنکھین تھین۔ اس نے ان ذرون کو الگ الگ کر کے پھیلا دیا جس سے ۱۴ عالم پیدا ہو گئے اُنمین سے سات عالم زمین کے نیچے آباد ہین اور چھ اسکے اوپر انکے نزدیک زمین مسطح ہے جو سات جزیرون سے مرکب ہے وسطی جزیرہ مین انسان کی آبادی ہے جسے بحر شور احاطہ کئے ہوئے ہے اور دوسرے جزیرہ کے گرد بحر شور ہے اور بحر شور کے گرد گنّون کے رس کا دریا بہ رہا ہے تیسرے جزیرے کو پینہ کا سمندر گھیرے ہوئے ہے چوتھے جزیرہ کا محیط گھی کا سمندر ہے۔ پانچوین جزیرہ کو مکدر دودہ کا سمندر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ چھٹا جزیرہ خالص دودہ سے گھرا ہوا ہے اور ساتوان صاف و شفاف پانی سے عالم سفلی مین مکروہ اور ادنیٰ مخلوقات رہتی ہے اور عالم علوی دیوتاؤن کا گھر ہے ان اعتقادات کی تفصیل بہت طول طویل ہے جو اپنے مواقع پر آئے گی۔

مسیح کی پیدائش سے آٹھ صدی پیشتر یونانیون کا خیال تھا کہ فضاے ازرق دراصل آسمان کی زمین ہے اور دیوتاؤن کا مسکن ہے۔ زمین جسپر ہم آباد ہین وہ مسطح ہے جو پانی سے گھری ہوئی ہے اور تارون کے گنبد کے نیچے ہے جو افق پر ٹھہرا ہوا ہے۔ ایک آسمانی قوت ہے جسکی وجہ سے آفتاب اور تارے مشرق سے سرعت اور آہستگی کے ساتھ حرکت کرتے ہوئے طلوع ہوتے ہین اور مغرب کی طرف اسی رفتار سے نیچے اُترتے ہین اور نیچے کی زمین کو طے کرتے ہین جسکا کچھ حال معلوم نہین یہ ہوا کی حقیقت سے آگاہ نہ تھے بلکہ اُسے اُس معبود کی تتانس بتاتے تھے جو پوشیدہ تھا اور بجلی چمکاتا تھا سطح ارض کی نسبت اُنہون نے کچھ نہین غور کیا لیکن نیچے کی سطح کو قلب زمین کہتے تھے اور یہ کہ وہان رات کی زمین ہے جسکی حکومت **بلوٹون** کے ہاتھ مین ہے جو ہاتھی دانت کا تاج پہنے ہوئے کثیف تاریکی کے تخت پر بیٹھا ہوا نیچے دیکھ رہا ہے جسکو ہماری آنکھین نہین دیکھ سکتین اور اسکے پہچاننے کا ذریعہ اسکے کھڑکھڑانے والے اسلحہ ہین اور وہ تاریک زمین مردون کی روحون کا مسکن ہے۔ جہان آفتاب غروب ہوتا ہے اُسکے نیچے اسکا دروازہ ہے۔

اس مین کئی روح کے قبیلے ہین جو آپس مین لڑتے ہین۔ سوتے ہین۔ غم و رنج ظاہر کرتے ہین۔ بھوکے ہوتے ہین۔ مرتے ہین۔ لیکن یہ سرزمین نسیان کا منبع ہے یہان موت بھی حیران رہتی ہے۔ ایک سمندر بھڑکتی ہوئی آگ کا ہے اسکے شعلے اسکی موجین ہین۔ اور مختلف الوان و اشکال کے دوسرے جاندار ہین۔

سربروکس نام دیوتا جسکا سر مثلث کی شکل کا ہے اور دیوتا **خارون** دونون اپنی کشتی کو مردون کی تصویرون سے بھرتے رہتے ہین۔ موت کا دیوتا الگ ہے ہر ایک ایشیا اور یورپ کے رہنے والے کے اعمال کا نگران موجود ہے **مینوس** مذہبی بادشاہ ہے۔ اور بڑے بڑے مجرم یہان موجود ہین جن کے حالات عبرت خیز ہین۔ ظالمون کو انتقام کے دیوتا آگ کے خلیج مین پھینک دیتے ہین۔

فلجیاس بیٹھا ہوا ہے اسکے سر پر ایک پتھر کا بڑا ٹکڑا لٹک رہا ہے جو اسکے سر سے

لگتا تو نہین۔ مگر فلبیاس کو اس طرح سے وہ ڈراتا ہے اکسیون مقید ہے تنتالوس پانی مین اپنی گردن تک ڈوبا ہوا غوطہ لگا رہا ہے کیونکہ اسکو پیاسے رہنے کی سزا دی گئی ہے اس عذاب اور ظلمت کی زمین کی دہنی طرف سعادت اور خوشی کی زمین ہے اور اس سطح ارض پر جہان ہم رہتے ہین بحر متوسط کے گرد عجیب وغریب شہر واقع ہین۔

یہ توہمات اور مزخرفات ہین جو قدیم یونانیون کے اعتقادات تھے شاید یہ خرافات ایشیاے کوچک کی قومون سے ان تک پہونچے ہین جسپر انہون نے بہت کچھ اپنی طرف سے بڑہایا ہے۔

عبرانی قوم بھی بہت قدیم ہے۔ اسکا اعتقاد تہا کہ زمین تمام دنیا کا مرکز ہے اور شمس وقمر اور تارے زمین ہی کی وجہ سے پیدا ہوئے ہین اور آسمان کرہ ارض کا خیمہ ہے جیساکہ کتب عتیق مین نبوت یشعیا علیہ السلام کے باب مین مذکور ہے "وہ کرہ ارض پر بیٹھنے والا ہے جو آسمان کو پردون کی طرح پہیلاتا ہے اور خیمہ کی طرح وسیع کرتا ہے"۔

انکا اعتقاد تہا کہ زمین گردی ہے جسکے اوپر ایک دائرہ ہے۔ ایوب علیہ السلام کی کتاب مین مذکور ہے "ابر نے اُسے چہپالیا پس وہ نظر نہ آیا اور آسمان کے دائرون پر چلتا رہا"

اور یہ کہ آسمان زمین کے فائدے کے لئے بنایا گیا ہے جیساکہ پیدائش دنیا مین ذکر ہے۔ کہ آسمان زمین کے دوسرے دن بنایا گیا۔ اور وہ سطح ارض پر کپڑے کے ٹکڑے کی طرح بچھا دیا گیا۔ اسکی بنیادین ہین جو زمین کے گرد قائم ہین اور پہاڑ ستونون کی طرح اسے مضبوط کرتے ہین۔ کتاب ایوب علیہ السلام مین ہے "آسمان کے ستون اسکی زجر و توبیخ سے کانپنے لگتے ہین" اور آسمان کی مرئی سطح پانی کی حفاظت کے لئے ہے تاکہ وہ مثل ایک حوض کے رہے جس سے پانی برسے۔ اور اسکے دروازون اور طاقون کے کہو لنے سے برف باری ہوتی ہے اور اجرام سماوی روشنی دینے کے لئے اور دن کو رات سے جدا کرنے کے لئے اور کسوف و خسوف و فصول کی علامت کے لئے پیدا کئے گئے ہین تاکہ زراعت و کاشتکاری مین آسانی ہو۔ موسمون کا حال ظاہر ہو۔ مذہبی تہوار مقرر ہون

دن اور برس کا پتا چلے - اور اجرام سماوی زمین پر متسلط ہین یہ اسلئے کہ انسان فائدہ اُٹھائے -

اور آسمان نیز اسکے دوسرے اجرام زمین سے اس طرح تعلق رکھتے ہین کہ زمین کی بربادی سے اُنکی بھی بربادی ہے جسکی تائید مقدس پطرس ثانی کی کتاب سے ظاہر ہے خُدا کا وہ دن رات مین چور کی طرح آئے گا جس مین آسمان پھٹ کر گر جائیگا - عناصر منحل ہو جائین گے زمین اور اسکی چیزین مٹجائین گی - ایسی ہی عبارت **متی** کی انجیل مین بھی درج ہے -

اِن کے معتقدات مین یہ بھی ہے کہ زمین اللہ تعالیٰ کی بعض صفتون کے ظاہر کرنے کے لئے بنائی گئی ہے اور اسلئے کہ انسان اسپر آباد ہو - اور تمام دنیا خالق سے بے تعلق نہین ہے بلکہ اسی کے ہاتھ مین ہے -

جلد اول **سفر تکوین** مین درج ہے کہ خدا نے کہا ہو جا اور زمین پیدا ہو گئی اور خدا نے دیکھا کہ وہ خوب بنگئی -

اور یہ کہ زمین کمالات خالق کی جلوہ گاہ ہے اور تمام شجر - حجر - چوپائے پہاڑ وغیرہ خدا کے نام کی بزرگی بیان کرتے ہین - حتیٰ کہ انہون نے بادل کی گرج کو خدا کی آواز مانا ہے اور بجلی کو اسکا تیر آندہی اور بگولون کا اُڑانے والا وہی ہے - کسوف و خسوف و مدار تارے اسکے وجود پر دلالت کرتے ہین - جیسا کہ **لوقا** اور **متی** کی انجیل مین مذکور ہے -

اور یہ کہ زمین انسان کے لئے ہے - اسکی چیزین انسان کے قیام کی مددگار ہین روشنی دیکھنے کے لئے ہے - اور خشک زمین رہنے کے لئے نباتات چوپایون کے لئے - دن کام کے لئے رات آرام کے لئے ہے - مچھلیان اور پرند اسکی خوراک ہین بدو خلقت مین زمین ویران اور تاریک تھی - روشنی سے پہلے زمین پیدا کی گئی پہلے مچھلیان پھر چوپائے پھر انسان پیدا ہوئے -

اور یہ کہ زمین کی سطح بہت وسیع ہے جو ستونون پر قائم ہے جنکی بنیاد نہایت مضبوط ہے - **زبور** مین بیان کیا گیا ہے کیونکہ اس نے زمین کی بنیاد کو سمندر مین مضبوط کیا اور

دریاؤن مین ٹھہرایا" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بحر ناپیداکنار پر زمین قائم ہے اِس قسم کے اعتقادات عبرانی قوم کے تھے جو تشبیہات اور مجازات کو الگ کرنے کے بعد معلوم ہوتے ہین کیونکہ عبرانی زبان مین جسقدر تشبیہات کا استعمال ہے اسکی نظیر کہین نہین ملتی۔

قرون متوسطہ کے لوگون کی راے

قدما کے جو خیالات زمین کے متعلق تھے اسکا کچھ حصہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ قرون متوسطہ مین بھی انہین روایتون کی نقل ہوئی مگر اپنی راے بھی اُن پر بڑہائی گئی۔ اس زمانے مین علوم و فنون کے اعتبار سے اہالیانِ عرب نہایت ممتاز تھے اور علوم و فنون مین انہین ید طولیٰ حاصل تہا جن کی رایون کا ذکر نہایت ضروری ہے اِسکے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ بعض عربون نے بیشتر قدما کے توہمات کا اقتباس کیا ہے اور انہین کی طرح خطا کی ہے۔ مگر اسوقت اسپین اور دوسرے مقامات مین ایسے علما بھی موجود تھے جنہون نے ان اوہام باطلہ کی تردید کر دی اور غلط و صحیح باتین الگ الگ کر دکھائین اور اسکا فیصلہ کیا کہ زمین کروی شکل کی ہے پس اسکے لئے خطوط اور برج مقرر کئے اور اسکی حرکت کا شمار کیا۔ کسوف و خسوف کے اوقات معلوم کئے اور ایسے قواعد وضع کئے جنہین یورپ پہلے توہمات اور جہالت اور مذہب مین خلل انداز سمجھتا تھا۔ مگر بعد مین اسنے علوم و فنون کی بنیاد انہین پر ڈالی۔

امام المورخین ابن خلدون نے اپنے دوسرے مقدمۂ تاریخ مین لکھا ہے کہ اس وقت اُن حکما کے نزدیک جو دنیا کے حالات پر غور و خوض کرتے ہین ثابت ہو چکا ہے کہ زمین کی شکل کروی ہے اور پانی کے عنصر سے لپٹی ہوئی ہے جب خدا نے اسپر حیوانات آباد کرنا چاہا ہے اور انسان کو جو تمام حیوانات مین بطور سردار کے ہے پیدا کیا تو اس کرہ کے بعض جوانب سے پانی کا حصہ ہٹ گیا اور زمین کا حصہ کھل گیا۔ اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ پانی زمین کے نیچے ہے مگر یہ بالکل غلط ہے۔ زمین گول ہے اسکے نیچے اسکا مرکز ہے۔ اور تمام باقی حصے اپنی ثقالت کی وجہ سے اسی مرکز کی طرف بالطبع مائل ہے۔ پانی کا محیط حصہ زمین کے اوپر ہے۔ اگر کسی حصہ کی نسبت یہ کہا جائے کہ وہ نیچے ہے تو وہ دوسرے حصہ کے لحاظ سے ہوگا

کرہ کا جس قدر حصہ پانی سے کھلا ہوا ہے وہ نصف کرہ (اسوقت امریکہ کا حال معلوم نہوا تھا) بہ شکل دائرہ ہے جسکو سمندر اوقیانوس چارون طرف سے گھیرے ہوئے ہے ۔

اس امام نے حقیقت ارض کا پتہ لگایا ہے جیسا کہ مذکورہ عبارت سے ظاہر ہے جسپر متاخرین نے بہت کچہ اضافہ کیا اور اسکے قول کی تائید مین دلائل بیان کئے ۔ مگر اسوقت کے بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جنہون نے قدما کے توہمات کا بہت لحاظ کیا تھا ۔

قرمانی نے **فصل رابع** مین لکھا ہے کہ زمین کا نام ارض اسوجہ سے پڑا کہ وہ قدمون کے نیچے پایمال ہوتی ہے" ثعالبی نے بیان کیا ہے "جب اللہ تعالی نے زمین پیدا کی اور اسے علیحدہ کیا تو آسمان سے ایک فرشتے کو بھیجا جو زمین پر اُترا اور ساتوین زمین کے نیچے جا پہونچا اور زمین کو اپنے دوش پر رکھہ لیا ۔ ایک ہاتہہ اسکا مشرق مین ہے اور ایک مغرب مین جو ساتون زمینون کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے لیکن اس فرشتے کے لئے پاؤن رکھنے کی جگہہ نہ تھی پس خدا نے جنت سے ایک گائے بھیجی جسکی پشت کو پاؤن رکہنے کی جگہہ بنایا پہر بھی فرشتے کا پاؤن نہ ٹھہرا تو خدا نے ایک دانہ یاقوت کا جنت سے لیا جسکی غلظت اس قدر وسیع ہے کہ پانچ سو برس تک آدمی اسپر چلتا رہے اور اس دانے کو گائے کی پشت پر رکھدیا تب فرشتے کا پاؤن ٹھہرا نیز اس گائے کے سینگ چالیس ہزار اقطار ارض سے باہر نکلے ہوئے ہین اور اسکے نتھنے ہوا مین ہین جس سے دن بھر مین ایک مرتبہ سانس لیتی ہے سانس چھوڑنے سے سمندر مین مد پیدا ہوا اور کہینچنے سے **جزر** ۔ مگر اس گائے کے پاؤن رکھنے کی بھی کوئی جگہہ نہ تھی تو خدا نے ایک پتھر سبز پیدا کیا جسکی غلظت زمین و آسمان سے مشابہ ہے ۔ اور ساتہہ ہی ایک مچھلی پیدا کی جسکے جثہ پر اس پتھر کو رکہا ۔ اور یہ مچھلی پانی کی سطح پر ہے اور پانی ہوا پر اور ہوا ید قدرت پر رکی ہوئی ہے ۔

سندی نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے کہ زمین کے ہر ایک طبقے مین آبادی ہے، دوسرے طبقے مین ہوائے عقیم ہے جس نے قوم عاد کو ہلاک کیا تھا ۔ تیسرے طبقہ مین جہنم کے پتھر ہین جسکا ذکر خدا نے یون کیا ہے "وقودہا الناس والحجارة" اور چوتھے طبقہ مین کبریت ہے پانچوین مین جہنم کے افعی ہین ۔ چھٹے مین جہنم کے بچھو ہین ۔ اور ساتوین مین ابلیس

مع اپنے حواریون کے آباد ہے۔

عجائب المخلوقات مین شیخ سراج الدین ابن الوری نے عطار بن یسار سے اس قول خدا کی تفسیر مین روایت کی ہے "اللہ الذی خلق سبع سموت ومن الارض مثلهن" کہ ہر ایک طبقہ زمین مین تمہارے آدم و نوح و ابراہیم کی طرح آدم و نوح و ابراہیم ہین —

قزوینی نے عجائب المخلوقات مین اس سے متعلق جو لکھا ہے وہ حقیقت سے قریب ہے جسکو علماے ہیئت نے ثابت کیا ہے "زمین ایک جسم بسیط ہے" اسکی طبیعت بارد و یابس ہے اور وسط کی جانب اسکا طبعی میلان ہے۔ لوگون کا گمان ہے کہ زمین کی شکل کروی شکل سے قریب قریب ہے، پانی سے جس قدر حصہ زمین خارج ہے وہ محدب ہے کیونکہ مختلف مقامات مشرق و مغرب مین کسوف و خسوف مختلف اوقات مین دیکھے گئے ہین اگر طلوع قمر ایک ہی آن مین ہوتا تو یہ اختلاف مقامون مین نہ پیدا ہوتا۔ زمین غلظت کی وجہ سے بارد و یابس ہے ورنہ اسکی سطح پر حیوانات نہ جی سکتے نہ اسکے اندر کانون کا وجود ہوتا —

زمین ہی افلاک کا مرکز ہے جو اسکے وسط مین قائم ہے، اس حصہ کے سوا جسکو خدا نے آبادی کے لئے کہول دیا ہے باقی تمام حصہ کو ہوا و پانی گھیرے ہوئے ہین زمین کا بعد آسمان سے تمام اطراف سے مساوی ہے، اسکی ظاہری سطح مین کوئی اشکل نہین ہے جیسا کہ ان لوگون کا گمان ہے جو علم ہیئت و ریاضی سے ناواقف ہین —

قدما کی رایون مین جو اختلاف تھا قزوینی نے انہین اس طرح بیان کیا ہے۔ بعضون کا خیال تھا کہ زمین چارون جہت مین ایک پھیلی ہوی سطح ہے بعض کا خیال تھا کہ زمین ڈہال کی شکل رکھتی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو اسپر عمارت نہ ٹھہر سکتی نہ آدمی چل سکتا۔ کسی کا خیال تھا کہ زمین کی شکل نصف کرہ کی ہے۔ قدما سے جمہور کا خیال یہ تھا کہ جس طرح انڈے مین زردی رہتی ہے اسی طرح مدور زمین جوف فلک مین قائم ہے۔ اور تمام جہات سے بعد واحد ہے۔ ابوالہذیل کا بیان ہے کہ خدا نے زمین کو بلا کسی ستون اور علاقہ کے ٹھہرایا حکیم فیثاغورس کے اصحاب مین سے بعض کا خیال یہ تھا کہ زمین ہمیشہ سے علی الاستدارہ متحرک ہے اور رہیگی۔ یہ جو آسمان پر چلتے ہوئے ادہر ادہر تارے

نظر آتے ہین اسکی وجہ زمین کی حرکت ہے نہ خود کواکب کی۔ اور بعض کہتے تھے کہ زمین وسط مین قائم ہے۔ ہر ایک جہت سے فلک اپنی طرف کہینچتا ہے اس باہمی تجاذب کی وجہ سے زمین اِدہر اُدہر نہین ہٹ سکتی۔ اسکی مثال یون ہے کہ کسی لوہے کے ٹکڑے کو رکہکر اسکے گرد مقناطیس کو رکہد و تو وہ درمیان ہی مین رہے گا۔ اسی طرح فلک زمین کو چارون طرف سے جذب کرتا ہے اور وہ وسط مین قائم ہے۔ بعضون کا قول تھا کہ زمین کے وسط مین ہونیکی وجہ یہ ہے کہ فلک مدور ہے اور نہایت سریع الحرکۃ ہے جس سے وہ زمین کو وسط ہی مین دفع کرتا ہے۔ اسکی مثال یون ہے کہ کسی گول شیشے مین ایک کنکر ڈالدو اور ڈورے مین باندہکر نہایت قوت کے ساتھ اس شیشے کو گھماؤ تو کنکر گول شیشے کے وسط ہی مین رہے گا۔"

قزوینی کا بیان ختم ہوگیا۔

قزوینی نے اور بھی زمین کے متعلق لکھا ہے۔ متاخرین کے بیانات دیکھنے اور قزوینی کے کلام کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بھی لوگ ہیئت مین ماہر تھے گو آجکل کی طرح یہ علم ایسا مضبوط اور مدلل نہ ہوا تھا۔

تحفۃ العجائب مین ابن آثیر نے بھی قزوینی کے قول کے مثل بیان کیا ہے مگر اسپر اتنا اضافہ کیا ہے "جس جگہہ کوئی آدمی کھڑا ہو جائے اسکا سر آسمان کی طرف رہے گا اور پاؤن زمین کی طرف اور اسکے سامنے نصف کرہ آسمان رہے گا۔ اگر وہ اسجگہہ سے دوسرے مقام پر چلا جاسے تو آسمان کا کچہ پوشیدہ حصہ سامنے ہوگا جو پہلے مقام پر نہ تھا" ۱۹ فرسخ کے بعد ایک درجہ کا فرق ہو جاتا ہے۔ ایک ہی خسوف مختلف بلاد مین مختلف اوقات مین دیکھا گیا ہے۔ اگر طلوع و غروب قمر ایک ہی وقت مین ہوتا تو یہ اختلاف واقع نہین ہوسکتا تھا۔ اگر فرضی طور پر سطح ارض کے کسی مقام پر کہودنا شروع کرین تو ضرور دوسری طرف نکلے گا۔

مذکورہ بیانات سے ثابت ہوتا ہی کہ مسیح کی پیدائش سے بیشتر کے علما زمین کے کرہ ہونے کے قائل تھے۔ مگر زمین کے مسطح ہونے کا اعتقاد قرون متوسطہ مین بھی علی العموم قائم رہا اور آجکل بھی خصوصاً عوام الناس جہلا مین یہی خیال پھیلا ہوا ہے جو لوگ زمین کو

گاے کے سینگ پر قائم بتاتے ہین شاید انہون نے اس امر کو واقعی سمجھ لیا ہے کہ طبقات ارض کے نام گاے اور مچھلی وغیرہ ہین - تاہم علماے عرب ارض کو کرہ دریافت کرنے ہین علماے یورپ سے بازی لے گئے ہین - ابن اثیر نے حسب ذیل واقعہ تحفۃ العجائب و طرفۃ الغرائب مین لکھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کرہ ہونے کے لوگ زمانہ متوسط مین قائل تھے -

خلیفہ مامون رشید کی تحقیقات

حکماے ہندسین کی یہ راے مامون کو معلوم ہوئی تھی کہ زمین کی مساحت چوبیس ہزار میل ہے اور اگر رسی کا کوئی کنارہ ایک جگہہ قائم کر کے کرۂ ارض پر گہما ئین یہانتک کہ وہ اس سرے سے مل جائے تو اس محدود زمین کی مساحت اس مقام سے جہان رسّی کا ایک کنارہ قائم کیا گیا ہے ہر سمت مین برابر ہوگی - مامون کو حکما کی اس راے کی تحقیق کرنے کا شوق پیدا ہوا اور موسیٰ ابن شاکر کے تینون ریاضی دان بیٹون (محمد احمد حسین) کو حکم دیا کہ وہ اسکی تحقیق کرین، انہون نے پہلے ایسی زمین کو معلوم کرنا چاہا جو مستوی ہو - لوگون سے معلوم ہوا کہ صحراے سنجار اور کوفہ کی زمین نہایت مستوی ہے - یہ معلوم کر کے ایک قابل اعتماد گروہ کو لیکر سنجار کی طرف پہونچے وہان پہونچکر ایک جگہہ قیام کیا اور قطب شمالی کی بلندی اس مقام سے معلوم کی پہر اسی جگہہ ایک میخ گاڑی اور ایک نہایت لمبی رسی اس مین باندہکر اسکے ایک سرے کو لیکر سیدہے شمال کی طرف روانہ ہوے اور ایک ایسے مقام پر پہونچکر ٹہر گئے جہان قطب شمالی کی بلندی پہلے مقام سے ایک درجہ زیادہ ہوگئی تھی بس انہون نے اس زمین کی پیمائش کی جو مقام روانگی سے آخر جاے قیام تک تھی تو ۶۶ $\frac{۲}{۳}$ میل کی مساحت معلوم ہوئی - اسے ۳۶۰ درجہ مین جو کرۂ فلک کے دائرہ مین مانے گئے ہین ضرب دیا - حاصل ضرب (۲۴۰۰۰) میل ہوا جو کل مساحت ارض ہے - پہر اپنے پہلے مقام روانگی سے جہان میخ گاڑی تھی رسی کو لیکر جانب جنوب روانہ ہوئے اور ایسے مقام پر ٹھہرے جہان قطب شمالی پہلے مقام سے ایک درجہ نیچا ہوگیا تہا - اس زمین کی بھی مساحت کی تو ۶۶ $\frac{۲}{۳}$ میل معلوم ہوئی -

جب یہ قیاس صحیح نکلا تو یہ لوگ مامون کے پاس واپس آئے اور اپنی تحقیقات کی اطلاع دی مامون نے حکم دیا کہ کوفہ مین بھی جاکر تحقیق کرو چنانچہ وہ گئے اور مثل سابق انہین کامیابی ہوئی اور وہی مساحت دریافت ہوئی جو صحراے سنجار مین معلوم ہوئی تھی اب مامون نے صحت کا یقین کیا"

اُس زمانہ کے یورپ والے عربون کی اس تحقیقات کو بالکل غلط سمجھتے تھے اور انکی جدّت کو جہالت اور بدعت پر محمول کرتے تھے۔ یہانتک کہ عوام الناس کو چھوڑ کر صاحب اقتدار اور والی ملک علانیہ ان باتونکی تکذیب کرتے تھے اور جو لوگ صحیح تصور کرتے اور انکی تعلیم پھیلاتے تھے اُنہین خارج البلد کر دیتے تھے۔ مگر رفتہ رفتہ عربون کی تحقیقات کی تعلیم پھیلتی گئی اور علم ہیئت یورپ مین مروج ہوا جو علمی تحقیقات کا پہلا دن تھا۔ اسوقت بھی یورپ مین اس تحقیقات کو بالکل نہین مانا گیا اور اس زمانہ کی تاریخ نہایت دلچسپ ہو گئی ہے۔ یورپ مین علماے ریاضی کے خلاف دو گروہون کی راے الگ قائم تھی ایک کی راے تھی کہ خدا نے جس قدر اجرام پیدا کئے ہین زمین کا جرم سب سے جسامت اور عظمت مین بڑا ہے اور اسکی قدرت کا اعلیٰ نمونہ ہے اور تمام کواکب اور ستارے جو انسان کے فائدہ حاصل کرنیکے لئے اور خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہین اُسکے گرد گھومتے ہین غرض کہ زمین ساکن ہے اور مرکز عالم ہے اور دوسرے قلیل گروہ کی راے یہ تھی جو علوم عرب کو پڑھتے اور قدما کی کتابون کا مطالعہ کرتے تھے کہ زمین بہ نسبت دوسرے اجسام کے نہایت صغیر جرم ہے جو آفتاب کے گرد گھومتی ہے اس زمانہ مین تین باتون کی طرف نہایت دلچسپی اور تحقیق سے بحث ہوتی تھی۔

(۱) زمین کی تاریخ۔

(۲) زمین کا مرکز کہان ہے۔

(۳) انسانی مستقر کون حصۂ ارض ہے۔

ہجرت کے بعد علماے عرب نے بہت سی جدید تحقیقاتین کین اور یورپین قومون سے مجاورت بھی رہی پھر بھی یورپ والون کی عقل پر جہالت کا پردہ پڑا رہا اور سنہ ۱۵۰۰ع تک ایک ہی حالت قائم رہی۔

اسی سنہ مین تارہ ومدار طلوع ہوا جن لوگون نے اسکی دُم کو دیکھا کہ تقریباً ثلث فلک تک پھیلی ہوئی ہے تو اسے بدفالی سمجھی اور یہ سمجھا کہ ملک مین وباے امراض اور دنیا مین عظیم الشان جنگ پیدا ہوگی۔ جب سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ فتح کیا تو اُنھون نے اپنی پشین گوئی کے ایک حصہ کو اسی پر محمول کیا۔ عام طور پر گھنٹون کی آواز مین چارون طرف سے سنائی دیتی تھین۔ قیام نماز پر زیادہ مستعد ہوگئے تھے۔ اس قسم کے خیالات اسوقت تک دور نہوے جبتک کہ بخوبی علوم عرب کی یورپ مین اشاعت نہوئی اور لوگ مطالعہ کتب مین مصروف نہ ہوے۔

چودہوین صدی مین کارڈانال ڈی کوسا نے فیثا غورس اور ارجمیدس کی رایون کو ثابت کیا کہ زمین ایک کرہ ہے جو اپنے محور پر گھوم رہا ہے سنہ ۱۴۷۳ع مین کارڈینال باکوس اور سنہ ۱۵۰۲ع مین جان مولر پیدا ہوے جنھون نے کارڈانال ڈی کوسا سے اتفاق کیا۔ شمالی پیرس مین شہنشاہ فرانس ہنری ثانی کے ڈاکٹر فارٹل نے زمین کی مساحت کی تحقیقات کی جیسا کہ ۷۰۰ برس پہلے مامون کے زمانہ مین ہو چکی تھی پروشیا سے سنہ ۱۵۳۶ع مین کوپرنیکوس نے ایک کتاب اجرام فلکی کے حرکات کے متعلق شایع کی۔ اِس کے مقدمہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنی جدید رایون کی اشاعت سے جو عوام الناس کے خلاف تھین خوف پیدا ہو گیا تھا وہ لکھتا ہے۔

”زمین سے متعلق موجودہ خیالات ادہورے ہین۔ ان حقائق پر کتب قدما مین بحث کی گئی ہے جنھین مین نے نہایت غور سے مطالعہ کیا۔ اور یہ معلوم ہوا کہ قدما نے زمین کے حالات کی توضیح کے لئے خطوط مقرر کئے ہین۔ میرے دل مین یہ خیال گزرا کہ مین بھی انکی تقلید کرون شاید غور و خوض کرنے کے بعد زمین کی حرکت کو دیکھکر اجرام فلکی کے حرکات دریافت کرون۔ چنانچہ اسی خیال کے موافق بڑی جد و جہد کے بعد مین نے اجرام فلکی کے حرکات کو واضح طور پر ثابت پایا اور معلوم ہوا کہ ہر ایک جرم فلکی ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح تعلق رکھتے ہین کہ کسی کا مرکز اگر متغیر ہو جاے تو ان تمام اجرام مین خلل عظیم واقع ہو جاے جس سے دنیا تہ و بالا ہو جائے“ تھوڑی دور چل کر لکھتا ہے ”یہ کتاب جسے اب مین

پیش کررہا ہون ۳۶ برس ہوے کہ لکھ چکا ہون - اسکی اشاعت سے عمداً مین رُکا رہا جب یہ کارڈینال **شومبرگ** نے بہت اصرار کیا تہا - اگرچہ مین بخوبی جانتا تھا کہ کسی حکیم کی راے کا صحیح ہونا عوام الناس کے ماننے پر منحصر نہین ہے کیونکہ اسکی غایت ایک ایسی حقیقت کا پتا لگانا اور اس تک پہونچنا ہے جہانتک رسائی کی قوت اور ادراک عقل انسانی کو خدا نے عنایت کیا ہے - پھر بھی مدت تک اسکی اشاعت مین پس وپیش کرتا رہا اور یہ سوچتا رہا کہ شاید اصحاب فیثاغورس کے بیانات کی تقلید ہی مناسب ہو - اسکے بعد لکھتا ہے "مین ان لوگونکی پروا نہین کرتا جو علوم ریاضی سے واقف نہین ہین - اور اپنی رایون کے اظہار سے اپنی اولویت ظاہر کرتے ہین - اور انہین کتب مقدسہ کے معانی محرفہ سے مطابقت کرتے ہین جو مجھے برا بہلا اور میری کتاب کو ناقص کہین یہ کتاب ۱۵۴۳ء مین شائع ہوئی - اشاعت کے تہوڑے ہی دن گزرے ہونگے کہ مصنف مر گیا -

یہ رائین جلد تر نہین پہیل سکین کیونکہ انہین بہت سی مخالف رایون سے مقابلہ کرنا پڑا تہا **کوپرنیکوس** کو مرے ہوئے سات برس گزرے تھے کہ **برونو** پیدا ہوا جس نے **دوران ارض** کی تعلیم دی مگر عام مخالفت اور ایذا رسانی سے وہ سویڈن فرار ہو گیا - وہان سے انگلستان پہونچا اور اکسفورڈ مین پہر تعلیم شروع کی مگر بدقسمتی سے بہت جلد یہان سے بھی بہاگنا پڑا - اسی طرح فرانس اور جرمنی ہوتا ہوا اٹلی مین وارد ہوا اور چھہ برس کے لئے قید کیا گیا - اس مدت کے ختم کرنے کے بعد اسکے جلا دینے کا فیصلہ کیا گیا کیونکہ بعض مذہبی احکام سے اُس نے انکار کیا تہا - اِسکی یہ بہی راے تھی کہ فضا غیر محدود ہے جس مین بہت سے اجرام پائے جاتے ہین - یہی راے اسکی تباہی کا باعث ہوئی جب حکما نے دیکہا کہ حرکت ارض کے ماننے والے بری طرح سے قتل کئے جاتے ہین تو اپنی رایون کے ظاہر کرنے سے رُک گئے -

۱۶۳۲ء مین **گالیلی** نے نظام عالم کی تحقیق اور حرکت ارض کے اثبات مین ایک کتاب لکھکر شائع کی جس کی پاداش مین وہ قید کر دیا گیا اِن واقعات کو دیکھکر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو رائین عربون مین بسہولت اور تہوڑی مدت مین پہیل گئی تہین

وہ یورپ مین زمانہ دراز کے بعد رائج ہوئین۔ باقی آئندہ۔

صدیق احمد

حرص کے نقصانات

بہت سے دماغی جذبات ورجحانات اس قسم کے ہوتے ہین جو ہمکو اُس شخص کی خوبیون کے مٹا دینے کی ترغیب دیتے ہین جو بنی نوع انسان کی نگاہون مین کسی قسم کا امتیاز حاصل کر رہا ہو۔

جن لوگون نے دنیا مین انہین موافقتون کے ساتھ قدم رکھا ہے اور کسی زمانہ مین اُسکے ہمپایہ خیال کئے گیے ہین ضرور اُسکے کمالات کی شہرت کو اپنی ہتک اور خفت کا سبب خیال کرینگے یا ورا سکے یا تو اُسکے گزشتہ واقعات زندگی مین سے کوئی عیب نکالکر اُسکی تضحیک وتذلیل کرینگے یا اُسکے موجودہ کمالات مین سے ایسی ایسی بُرائیان اختراع کرینگے جنکی وجہ سے وہ ترقی کے میدان مین اُنکے برابر ہی رہجاے اور ایک قدم بھی آگے نہ نکل سکے۔

اسی قسم کے خیالات اُن لوگون کے تنفر کو اُبھارتے ہین جو کسی زمانہ مین اُس سے ممتاز تھے۔ کیونکہ وہ اُسکے تفوق کو اپنے ذاتی کمالات کے انحطاط کا سبب خیال کرتے ہین اور اس خوف سے کہ مبادا اُنکے ذاتی امتیاز مین کسی قسم کا فرق آجائے اُسکی شہرت کے مٹانے اور برباد کرنے کے درپے ہوجاتے ہین۔

وہ لوگ جو کسی زمانہ مین اُسکے ہمرتبہ تھے اُس سے اسلئے حسد کرتے ہین اور اُسکی تذلیل کے اسوجہ سے خواہشمند ہوتے ہین کہ اب وہ اُنسے معزز ہے اور وہ لوگ جو کسی زمانہ مین اُس سے برتر تھے اسوجہ سے اُسکا زوال چاہتے ہین کہ اب وہ اُنکا ہمپایہ ہے۔

لیکن وہ شخص جسکی غیر معمولی شہرت نے اُسکو دوسرون کے خیال مین ممتاز بنا دیا ہو اپنی جانب صدہا ایسی نگاہین متوجہ کر لیتا ہے جو نہایت موشگافی اور جزرسی سے اسکے ہر انداز پر غور کرتی ہین مختلف طریقون سے اُسکے مبلغ کمالات کو جانچتی ہین اور رسوائی اور غیر اطمینانی کی حالت مین

اوسکو دیکھکر مطلق خوش نہین ہوتین -

بہت سے لوگ اِس قسم کے ہین جنکو کسی کی شہرت کی تردید یا کسی معزز اور باکمال شخص کی کمزوریونکی تشہیر مین بڑا لطف آتا ہے - وہ اپنے اِس قسم کے معلومات کو جو صریحًا اُنکی بدطینتی اور کوتاہ اندیشی کا نتیجہ ہین - پوشیدہ تفاخر کے ساتھ مشتہر کرتے پھرتے ہین اور اپنی عجیب اور حیرت انگیز معاملہ فہمی پر جس نے بمقابلہ دوسرون کے زیادہ باریک بینی سے کام لیا ہے - اُن باتون کی تحقیق و تنقید مین کامیاب ہوئی ہے جن سے دوسرے قاصر تھے - اور اُس چیز مین عیوب نکالکر دکھادیے ہین جسکے لوگ اس درجہ معترف اور ثناخوان تھے - ناز کرتے ہین -

اکثر ایسے لوگ یہی ہین جو اُن کمزوریون کو جو اُنمین پائی جاتی ہین جب کسی معزز اور سربرآوردہ شخص مین دیکھتے ہین تو باطنی مسرت کے ساتھ اُنکو دوسرون پر ظاہر کرتے ہین اور اکثر معاملات مین اپنے کو اُس سے بہتر پاکر اتراتے ہین اور خوش ہوتے ہین -

شاید وہ یہ سمجھتے ہین کہ چونکہ خود اُس قسم کی لغزشون سے پاک ہین لہذا جب دوسرون کے عیوب نکالکر دکھائین گے تو در پردہ اُنکی شہرت قائم ہوگی -

اکثر ایک معزز اور غیر معمولی شہرت والے شخص کی عیب جوئی مین اُن لوگون سے زیادہ کوئی سرگرم ثابت نہین ہوا ہے جو خود اسی قسم کے عیوب سے بھرے ہوے ہین جسکی وجہ یا تو یہ ہے کہ ایک معزز مثال کی بنا پر وہ اپنے لئے معافی کا پروانہ حاصل کرنا چاہتے ہین یا دل ہی دل مین یہ خیال کرکے کہ وہ ایک معزز شخص سے اس درجہ مشابہ ہین خواہ یہ مشابہت اُسکے برے اور قابل الزام افعال ہی مین کیون نہو - خوش ہوتے ہین - لیکن اگر تذلیل کے یہ نامعلوم ذرائع ناکامیاب رہجاتے ہین تو ایسا بہت کم دیکھا گیا ہے کہ ایک تخریب پسند شخص کی طبیعت پھر اُسے ترغیب دے کہ وہ ایک معزز آدمی کی شہرت پر حملے کرے اور اُسکے نام کو دوسرون کی شماتت کا نشانہ بنائے -

اگر ایک معمولی شخص کی عیب جوئی کرکے اُسکی کمزوریان دکھائی جائین تو لوگون کو اسقدر مسرت نہو گی جسقدر کہ اُس حالت مین ہوتی جبکہ اُس شخص کی غلطیان اُسکے رو برو پیش کیجاتین

جسکی خوبیون اور کمالات نے اُسے لوگون کی نگاہون مین ممتاز و مفتخر بنا دیا ہے۔
یا تو اسکا یہ باعث ہے کہ ہم خیال کرتے ہین کہ ایک سربرآوردہ شخص کی عیب جوئی جسکے خصائل کے لیئے یہ باتین نہایت بیموقع اور نازیبا ہین۔ ہماری ہوشیاری اور طباعی کو ظاہر کریگی۔ یا ہمارے دل مین بدلہ لینے کی ایک ایسی خواہش مضمر ہے جو ہمکو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ ہم اُسکی تذلیل کرین اور اُسکی شہرت کو نیست و نابود کر کے اُسکا بھی وہی درجہ بنائین جو ہمارا ہے۔

اسی طرح دوسرون کی تذلیل و تحقیر کے صدہا باریک اور پیچیدہ ذرائع ہین۔ اور بہت سے نکتہ چین اشخاص باکمال لوگون کی فکر مین جو ہر وقت اس قسم کی موشگافیون کے مقابلے کیلئے تیار نہین رہتا لگے رہتے ہین۔

یہ بات تو ظاہر ہے کہ کسی شخص کی عزت جو ہماری نگاہون مین ہے۔ جب وہ ہمسے قریب ہو جاتا ہے تو بہت کچھ کم ہو جاتی ہے اور جسوقت ہمارے سامنے کسی معزز شخص کی تعریف کی جاتی ہے تو اُسی کے ساتھ اُسکی کمزوریون کی ایک فہرست بھی ضرور پیش کر دی جاتی ہے تو اُسکا یہ باعث ہے کہ ایسے لوگون کے چال چلن مین ایک خفیف سا دھبہ بھی بمقابلہ دوسرون کے زیادہ واضح اور روشن معلوم ہوتا ہے۔ اسلیئے کہ وہ اُنکے جملہ عادات و اطوار کا کوئی جز نہین ہوتا۔ یا یہ کہ کسی شخص کے لیئے اُنکی زندگی کے سب سے اہم اور ضروری مسائل پر نگاہ رکھنا اور اُنکے برتاؤ اور گفتگو کی جزی باتون کو ایک ہی وقت مین بنظر تحقیق دیکھنا ممکن نہین جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے۔ ہماری طبیعت کا وہی رجحان جو ہمکو شہرت حاصل کرنیکی ترغیب دیتا ہے قدرتاً ہمارے روبرو ایسی لغزشین پیش کر دیا کرتا ہے جنکی جانب اُن لوگون کو جن کی طبیعت کی اُفتاد ہمسے جدا گانہ ہے کبھی توجہ تک نہین ہوتی۔

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ممتاز اور سربرآوردہ اوصاف معمولی الزامات اور نکتہ چینیون سے بہت کم اثر پذیر ہوتے ہین لیکن اُسکے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ اگر اکتساب شہرت کی دھن مین یا انسانی کمزوری کے تقاضے سے زندگی کے سب سے اہم اور ضروری معاملات مین کسی قسم کی غلطی ہو جائے تو تفوق اور امتیاز کے سارے منصوبے خاک مین ملجاتے ہین۔

معمولی دھبے تو اُس روشنی کی برکت سے جو ہر جانب سے اُسے مہیا ہے زائل ہو سکتے ہین لیکن اگر اتفاق سے وہی دھبے گہرے ہو گئے تو اُنکی تمام خوبیون کو مٹا کر اُسکے چال چلن کو تاریک بنا دیتے ہین -

بس اُس شخص کو جو اس قسم کی لغزشون سے باوجودیکہ نہایت ہی چھوٹی اور معمولی ہوتی ہین لیکن ظاہر ہونے کے بعد بہت ہی اہم اور رفیع نظر آنے لگتی ہین - خاصکر جب وہ رنگ آمیزی کر کے ایسے لوگون کی زبانی بیان کیجاتی ہین جو کسی زمانہ مین اُس سے معزز یا اُسکے ہمرتبہ رہے ہون - یا ایسے لوگون کے منہ سے سُنی جاتی ہین جو اپنی طباعی اور دقیقہ شناسی کا اظہار کرتے پھرتے ہون یا خود اسی قسم کی لغزشون مین مبتلا یا اُنسے مبرا ہون - پاک نہو - اپنے اُس نام کا قائم رکھنا جسکو کہ اُسنے حاصل کیا ہے سخت مشکل ہوگا -

لیکن اگر دوسرون کی طبیعتین اس قسم کی نہوتین اور نیز وہ بھی اس قسم کی کمزوریون سے پاک ہوتا تو اُسکو انتہائی عزت و مرتبت حاصل کرنے اور اپنی شہرت کے قائم رکھنے مین ذرہ برابر دقت نہ اُٹھانی پڑتی -

ایسے لوگون کے چال چلن مین ایک ایسے ممتاز اور مرتفع واقعات کے سلسلہ کا ہونا جو اُنکی شہرت کو تا زمان زندگی دنیاوی معاملات مین قائم رکھ سکے لازمی اور ضروری ہے کیونکہ اگر وہی سلسلہ دفعتہً ایک حالت پر آکر ٹھہر جائے تو قدرتاً اُنکی شہرت مین زوال شروع ہو جائیگا -

تعریف ایک ایسا قلیل جذبہ ہے جو تا وقتیکہ اُسکے لئے نئے نئے اسباب نہ ظاہر ہوتے رہین اور مسلسل دائمی اور حیرت انگیز معلومات کے ذریعہ سے قائم نہ رکھی جائے - اُس چیز کی ماہیت دریافت کر لینے کے ساتھ ہی جسکا کہ وہ نتیجہ ہے فوراً زائل ہو جاتی ہے -

بسا اوقات بڑے بڑے اولوالعزم اور نامآور اشخاص کے پر امتیاز کارنامون کو بھی اسی قسم کی ناموافقتون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور خواہ وہ کتنے ہی عجیب اور حیرت انگیز ہون لیکن خاصکر اُنکی ذات کے لیے ایک معمولی بات خیال کئے جاتے ہین اور اگر اُس رتبے کے نہین ہوتے جس رتبے کا کہ اُنکو ہونا چاہیے تھا گو وہ دوسرون کے امتیاز کا ذریعہ ہون لیکن خاصکر اُنکے لئے جن سے کہ اس سے زیادہ کی امید کی جاتی تھی ذلت اور سُبکی کا باعث ہونگے -

کسی شخص کو خیال گزرتا ہوگا کہ شہرت کوئی نہایت ہی مسرت افزا اور فرحت بخش صفت ہے اور وہ یہ بات دیکھکر متعجب ہوتا ہوگا کہ باوجود اِن سب تکلیف وہ باتون کے وہ انسان کو اپنے حاصل کرنے کی ترغیب دیتی رہتی ہے۔ لیکن ساتھہ ہی اُسکے جب ہم اُس قلیل المقدار اور عارضی مسرت پر جو ایک سربرآوردہ شخص کو حاصل ہوتی ہے۔ غور کرتے ہین اور اُن بےاطمینانیون کو جو ایک حریص آدمی کو نصیب ہوتی ہین دیکھتے ہین تو ہمکو اسقدر غیر مطمئن امیدواران رفعت کو دیکھکر اور بھی استعجاب ہوتا ہے۔

عروج کا شوق روح مین ایک انتشار سا پیدا کردیتا ہے۔ اُسکی وجہ سے دماغ مین ایک قسم کی گرمی پیدا ہوجاتی ہے اور وہ مختلف اور مسلسل خیالات کا مخرج بنجاتا ہے۔

اُسی کی وجہ سے روح ہمیشہ ایک ایسی فضول اور موہوم خوبی کی تلاش مین رہتی ہے جسکی وجہ سے نہ تو اُسکو کچھ اطمینان حاصل ہوتا ہے اور نہ اُسکے انتشار مین کسی قسم کی کمی واقع ہوتی ہے۔ بہت سی دوسری چیزین جنکے ہم آرزومند ہوتے ہین۔ ہماری ضرورت کو پورا کردیتی ہین۔ اور تھوڑی دیر کے لئے ہماری خواہشون کو اُنکی وجہ سے اطمینان ہوجاتا ہے۔ لیکن شہرت ایک ایسی شے ہے جو ہماری جبلت سے اسدرجہ متغائر ہے کہ ہماری روح مین کوئی ایسا جوہر نہین جو اُس سے مطابقت رکھہ سکے اور نہ ہمارے جسم ہی مین کوئی ایسا عضو ہے جسمین اُسکے پُرلطف بنانیکی قابلیت موجود ہو۔

غرضکہ یہ ایسی خوشی ہے جس سے کسی قسم کا پہل متوقع نہین ہوسکتا۔

یہ ممکن ہے کہ اُسکی وجہ سے دماغ تھوڑی دیر کے لئے مختلف مسرتون سے بہر جائے لیکن یہ مسرتین اس قسم کی ہوتی ہین کہ اپنے حاصل کرنیوالے کو طرح طرح کے انتشار اور پریشانیون کا شکار بنا دیتی ہین اور بجائے اسکے کہ اُنکی وجہ سے موجودہ خواہش مین کسی قسم کی کمی ہوجاے آئندہ باتون کی ترغیب ہوتی ہے اور روح کو نئے نئے مہمات کے لیئے آمادہ ہونا پڑتا ہے۔

ایسے طالبان عروج بہت کم ہین جنھون نے خاطرخواہ شہرت حاصل کرلی ہو اور اُنکی خواہشین اُنکے انتہائی عروج کے زمانہ مین بھی ویسی ہی سرگرم و پرجوش نہ رہی ہون جسقدر کہ اُس زمانہ مین تہین جبکہ لوگون کی نگاہون مین اُنھون نے یہ وقار نہین پیدا کیا تھا۔

سیزر کے خصائل مین ایک اس مقولہ کے (مین اپنی شہرت اور دنیوی حصص سے بکلی آسودہ ہوگیا) جسکو کہ سسرو کے قول کے بموجب وہ ہمیشہ استعمال کیا کرتا تہا اور کوئی ایسی بات نہین جو بالتخصیص ہمکو اُسکی یاد دلاتی ہو۔

اکثر لوگ شہرت حاصل کرنیکی خواہش سے باز آگئے ہین جسکا سبب یا تو یہ ہوگا کہ اُنکو اپنے مقاصد مین قطعی ناکامیابی ہوئی ہوگی۔ یا اُنہون نے اُسکی عارضی اور قلیل المقدار مسرت کو ہیچ سمجھا ہوگا۔ یا کبر سنی کے باعث اُنکے سارے ولولے اور جذبات سرد پڑ گئے ہونگے لیکن ایسا بہت کم دیکھا گیا ہے کہ کسی نے اُسکو اسوجہ سے ترک کردیا ہو کہ اُسکو اُسمین خاطر خواہ مسرت حاصل ہو چکی تھی اور وہ اُس سے زیادہ کی آرزو نہین رکھتا تہا۔

شہرت صرف بذات خود ایک غیر مطمئن صفت نہین بلکہ بسا اوقات اُسکی آرزو مندی بھی ہمکو اُن اتفاقی تکالیف اور پریشانیون مین مبتلا کرتی ہے جن سے وہ لوگ جو اسقدر اُسکے خواہشمند نہین ہمیشہ محفوظ رہتے ہین۔

ایک حریص آدمی کس درجہ مایوس ہو جاتا ہے۔ جب اُسکی تعریف اُس موقع پر نہین کی جاتی جس موقع پر کہ اُسکا مترصد ہوتا ہے۔

اکثر اُسکو اُس قسم کی تعریفون سے بھی رنج پہونچتا ہے جو اُس درجہ کی نہین ہوتین جس درجہ کی کہ اُنکے ہونیکی امید کی گئی تھی۔ کیونکہ اِس قسم کی تعریفین سوا چند مخصوص حالتون کے جبکہ اُسمین خوشامد کا پہلو بھی شامل ہو بہت کم کی جاتی ہین جسکا سبب غالبًا یہ ہے کہ کوئی شخص ہمارا وہ درجہ نہین سمجھتا جو درجہ کہ ہم خود اپنا سمجھتے ہین پس جب وہ تعریف کی حالت مین بھی رنجیدہ اور دلگیر ہو جاتا ہے تو عیب جوئی اور نکتہ چینی کی مذلتون کو کیونکر گوارا کر سکے گا اسلئے کہ وہی طبیعت جو اُسکو شہرت پسندی کی ترغیب دیتی ہے عیب جوئی اور نکتہ چینی سے متنفر بناتی ہے۔ جب لوگونکی غیر معمولی تعریف کی وجہ سے وہ مارے خوشی کے جامے مین نہین سماتا۔ تو عیب نمائی کی حالت مین پریشان بھی انتہائی درجہ کو ہوگا۔

لہذا غور کرنیکی بات ہے کہ ایک حریص آدمی کی وہ مسرتین جن پر وہ ہر شخص کو غلبہ دیتا ہے جنکو ہر کس و ناکس کی رائے زنی کا تابع بناتا ہے اور خود ملامت و رسوائی کا نشانہ بنکر اپنے

قدرتی دماغی اطمینان کو خاک مین ملا دیتا ہے۔ خاصکر جب وہ اس بات سے خوب واقف ہے کہ دنیا بہ نسبت تعریف کرنے کے عیب جوئی کی زیادہ عادی ہے اور خود اُسکی ذات مین بمقابلہ کمالات کے عیوب زیادہ پائے جاتے ہین کسقدر محدود ہے۔

ہم آئندہ یہ کہنا چاہتے ہین کہ ایسے لوگون کو شہرت حاصل کرنے مین اتنی خوشی نہین ہوتی جتنا کہ اُنکو اُسکے ضائع ہو جانے مین رنج ہوتا ہے۔

گو ایسی موہوم مسرت کی موجودگی ہمکو چندان خوش وقت نکرے لیکن اُسکا زوال ہمکو بے انتہا پریشان و تباہ حال کر دیا کرتا ہے۔ کیونکہ جب ہم کسی شے سے لطف اُٹھاتے ہین تو ہمکو صرف اُس خوشی کا اندازہ ہوتا ہے جو اُسی کی وجہ سے ہمکو حاصل ہوتی ہے۔ لیکن جب ہم اُسے ضائع کر دیتے ہین تو اُسکا غم اُسکی اصلی قیمت کے اندازے کے مطابق نہین کرتے بلکہ اُس اندازے کے مطابق کرتے ہین جسکو کہ ہمارے تخیل نے اُسکے متعلق قائم کر لیا ہے۔

یہ ہین خوشیان جو شہرت ہمارے لئے اپنے ساتھ لاتی ہے۔ اور یہ ہین غیر اطمینانیان جنکا کہ وہ ہمکو معمول بناتی ہین۔

شہرت کی خواہش بہت سے پریشان کر دینے والے جذبات ہمارے دماغ مین پیدا کر دیتی ہے۔ اور تا وقتیکہ اپنے مطلوب کو حاصل نہین کر لیتی۔ بجائے کم ہونے کے بڑہتی جاتی ہے۔ اُسکی موجودگی سے ہمکو بہت کم خوشی حاصل ہوتی ہے۔ گو اُسکا زوال ہمارے لیے بہت ہی تکلیف دہ اور دلشکن ہوتا ہے۔ اور یہ عارضی مسرت بھی جسکا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے دوسرون کی خواہش پر اس درجہ منحصر ہوتی ہے کہ جسکی انتہا نہین۔

ہم صرف اُن نکتہ چینیون کی وجہ سے رنجیدہ نہین ہوتے جو ہمارے متعلق کی جاتی ہین۔ بلکہ لوگون کا عمومًا خاموشی بھی اکثر ہمکو پریشان کر دیا کرتی ہے۔ اور ہم بسا اوقات اُنکی تعریف و تحسین کو بھی اپنی ذلت اور رسوائی کا باعث خیال کرتے ہین۔

سید محمد ہادی۔ مچھلی شہری۔

مخمس قومی

از جناب مولوی سید محمد کاظم حسین صاحب کنتوری مقیم دکن

کہین رقص اندر سبھا ہو رہا ہے — کہین بھڑیہ نکّی دوا ہو رہا ہے
کہین کچھ تماشا نیا ہو رہا ہے — کہین کھیل کا مشغلا ہو رہا ہے
زمانے مین دیکھو تو کیا ہو رہا ہے

زمانہ جو ہم سے خفا ہو رہا ہے — کوئی رنج مین مبتلا ہو رہا ہے
کسی پر نزولِ بلا ہو رہا ہے — رواجِ فریب و دغا ہو رہا ہے
فسادون سے دل آشنا ہو رہا ہے

ہماری وہ اگلی سی حالت نہین ہے — مگر چشم دل مین بصارت نہین ہے
فسانہ نہین ہے حکایت نہین ہے — مسلمانون کی یہ شکایت نہین ہے
مقدر کا اپنے گلا ہو رہا ہے

اِن آنکھون نے وہ انقلابات دیکھے — کہ دل ہل رہا ہے تصور سے جنکے
غضب ہے کہ پھر بھی نہین ہم سنبھلتے — جو ہوتے ہین تدبیر کے سب طریقے
نہان آنکھ سے مدعا ہو رہا ہے

طبیعت جو خودغرضیون مین پلی ہے — بُری بات کو جانتے ہین بھلی ہے
مسلمانون کا حال سب پر جلی ہے — ہوا ہے تخالف کچھ ایسی چلی ہے
کہ بھائی سے بھائی جُدا ہو رہا ہے

ہمارے خیالات ابتر ہوے ہین — رعونت پہ مائل یہ خودسر ہوے ہین
نزاع و حسد نقش دل پر ہوے ہین — بہی خواہ قومی بھی مضطر ہوے ہین
ہمہ یا خدا یا خدا ہو رہا ہے

کمالاتِ علمی سے خالی ہی سینہ　　فسادات کا بنگیا ہے خزینہ
اُبھرنے کا بنتا نہین ہے قرینہ　　بھنور مین ہے محصور قومی سفینہ
پریشان ہر ناخدا ہو رہا ہے

نہ کوشش سے مطلب نہ ہی کام کد سے　　پڑے دور ہین منزلون جہد و جد سے
نہین ہمکو پرہیز افعال بد سے　　اُبھرتی نہین قوم قہرِ حسد سے
مقدر بھی کیا نارسا ہو رہا ہے

ہمارے طبایع کا ہی رنگ بدلا　　سمجھتے نہین ہین بُرا اور اچھا
بُرائی پہ آمادہ ہے ہر یگانا　　عدو سے عبث ہی گلا دشمنی کا
مخالف ہر اک آشنا ہو رہا ہے

خیالات ناقص دلونمین اٹھتے ہین　　نہ وہ ولولے ہین نہ وہ طنطنے ہین
ادہر وہ تنے ہین ادہر یہ تنے ہین　　مسلمان آپس مین دشمن بنے ہین
یہ حقِ اخوت ادا ہو رہا ہے

ہوئی علم و حکمت کی خاموش مشعل　　جہالت کا ہر سمت روشن ہی مقعل
خصائل مین تلخی ہے مانند حنظل　　روش اپنی ہی شوقِ اشغالِ مہمل
مری قوم مین ہائے کیا ہو رہا ہے

کہین خودنمائی کی واہین دکھاین　　کہین حسن کی ہوتی ہین داستانین
کہین گائون پر تصدق ہین جانین　　کہین اُڑ رہی ہین گویون کی تانین
کہین ناچ کا مشغلا ہو رہا ہے

کوئی مول لیتا ہے اسباب جرمن　　زبانون پہ ہی وصف اربابِ لندن
حکایاتِ اسلاف ہین اور لندنیش　　کہین الحذر الکہین ذکرِ ایلین
کہین قصۂ درجنا ہو رہا ہے

جگاتا ہی کوئی بٹیرون کو شب بھر　　لڑاتا ہے گلدم کوئی دنگوا کر
کہین حد سے زائد پلے ہین کبوتر　　کہین شرط کے ساتھ اُڑتے ہین تیتر

کہین آشکارا جُوا ہو رہا ہے

بڑھے رند مشرب ہوئے کم نمازی   ہوئی قصۂ خانگی مین درازی

کہین ہے لڑائی کہین فتنہ سازی   کہین لوگ کرتے ہین کنکوے بازی

کہین یہ کٹا وہ کٹا ہو رہا ہے

جگہہ دی ہی اپنے دلون مین کسل کو   سمجھتے ہین شیرین خوشامد کے پھل کو

نہین ترک کرتے ہین ناقص عمل کو   خوش آتا ہے اسراف اہلِ دول کو

یونہین خرچ سب روپیہ ہو رہا ہے

الٰہی رہے قوم کا بول بالا   مٹے یہ خرابی مٹے یہ کسالا

وہی امر ہوگا جو ہے ہونیوالا   کرو شیفتہ بند یہ راگ مالا

تمہین کیا بُرا یا بھلا ہو رہا ہے